32580-والد شادی سے روکے تو کیا قاضی سے شکایت کرنی چاہیے

سوال

میری ایک اٹھائیس سالہ سہیلی کے لیے ایک دینی اور اچھے اخلاق والے اور اچھے خاندان کے نوجوان کا رشتہ آیا ہے اور اس کی شھادت لڑکی والے بھی دیتے ہیں، لیکن میری سہیلی کو اس پر بہت تعجب ہے کہ باوجود اس کے کہ والدین اس کے دینی اور اخلاق کی شھادت بھی دیتے ہیں اور پھر رشتہ سے انکار بھی کرتے ہیں ۔

انکار کا فقط سبب یہ ہے کہ وہ لڑکا ان کی برادری اور قبیلہ سے تعلق نہیں رکھتا اور غیر برادری میں شادی کرنا ان کے نزدیک صحیح نہیں، میری سہیلی نے اپنے والدین کو منانے کی بہت اور ہر ممکن طریقہ سے کوشش کی ہے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، بلکہ اس نے واسطہ بھی ڈالا ہے جس نے اس کے والد اور چچا سے بات بھی کی ہے ۔

اور اپنے دو چچازادوں کی بھی اس لڑکے کے بارہ میں تحقیق کرنے کے لیے بھیجا جنھوں نے اسے ایک اچھا اور بہتر نوجوان پایا، انہوں نے بھی لڑکی کے والد سے بات کی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، لڑکی نے اپنے والد کو سمجھایا بھی ہے کہ وہ اب بڑی عمر کی ہوگئی ہے اور شادی کے مواقع بھی کم ہو چکے ہیں، اور اسے اللہ تعالی کے عذاب سے بھی ڈرایا ہے لیکن اس کے باوجود کوئی فائدہ نہیں اور والد صاحب نہیں مانتے کیونکہ وہ والدہ کی بات تسلیم کرتے ہیں اور سب کچھ ان کے ہاتھ میں ہے جو کہ اپنی بیٹی کی شادی نہیں کرنا چاہتی رسم رواج کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لیے کہ وہ یہ لالچ کرتی ہے کہ بیٹی ملازمت کرے اور ٹیچر لگنے کے بعد والدہ کو تنخواہ ملے ۔

میری یہ مشکل ہے اور اب سوال یہ ہے کہ :

کیا اس لڑکی کو عدالت میں جانا چاہیے تا کہ قاضی اس کی شادی اس لڑکے سے کردے، اور کیا ایسا کرنے میں بہت زیادہ وقت صرف ہوگا تا کہ شادی ہو سکے، یعنی کیا قاضی اس کے والد کو طلب کرے گا اور معاملات لمبے ہوں گے اسے یہ خوف ہے کہ اگر اس نے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا اور قاضی نے تاریخ مقرر کردی تو یہ احتمال ہے کہ گھر والے وہاں جانے ہی نہ دیں اور اس کی عدم موجودگی میں معاملہ ختم ہوجائے ۔

ہمیں اس موضوع کے بارہ میں معلومات سے نوازیں، اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے ۔

پسندیدہ جواب

الحمد للہ

والدین کا اپنی بیٹیوں کی شادی برادری وقبیلہ کے علاوہ کہیں اور شادی نہ کرنا چاہے اس کی وجہ سے شادی میں تاخیر ہی کیوں نہ ہوجائے بہت بڑا ظلم اور اس امانت میں خیانت ہے جو اللہ تعالی نے ان کے ہاتھوں میں دے رکھی ہے ۔

لڑکی کو شادی کرنے سے روکے رکھنا اور اسے گھر میں بٹھائے رکھنے سے جو فساد بپا ہوتا ہے وہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا، اور پھر آج معاشروں میں نظر دوڑانے والا شخص بھی اسے بخوبی دیکھتا اور محسوس کرسکتا ہے ۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مفاسد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کچھ اس طرح فرمایا :

ابوحاتم المزنی رضی اللہ تعالی بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(جب تمہارے پاس ایسا رشتہ آئے جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہو تو اس کی شادی (اپنی بیٹی) سے کردو اگر ایسا نہیں کرو گے تو پھر زمین میں وسیع وعریض فتنہ بپا ہوجائے گا) سنن ترمذی حدیث نمبر (1084) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے اسے صحیح ترمذی میں صحیح قرار دیا ہے ۔

جو ولی بھی اپنی اپنی ولایت میں پلنے والی کسی عورت کو دینی اور اخلاقی طور پر پسندیدہ رشتہ آنے کے باوجود شادی سے منع کرتا ہے وہ اس کے لیے عاضل شمار ہوگا اور ولی بھی نہیں رہے گا بلکہ اس کے علاوہ کوئی اور قریبی ولی بنے گا اور ولایت اس سے منتقل ہوجائے گی ۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی بیان کرتے ہیں :

(عورت جب کسی سے شادی کرنے کا مطالبہ کرے اور وہ رشتہ بھی اس کے کفو برابری کا ہو اور دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہوں تو لڑکی کو اس سے شادی نہ کرنے دینے کو عضل کہتے ہیں ۔

معقل بن یسار رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بہن کی ایک شخص سے شادی کردی تو اس نے طلاق دے دی جب اس کی عدت ختم ہوگئی تو وہ پھر شادی کا پیغام لے کر آیا ، تو میں نے اسے کہا میں نے تیری شادی کی اور اسے تیرے ماتحت کیا اور تیری عزت افزائی بھی کی لیکن تو نے اسے طلاق دے دی اور اب پھر اس سے شادی کرنا چاہتا ہے ! اللہ کی قسم وہ کبھی بھی تیری بیوی نہیں بن سکتی ، اور اس شخص میں کوئی حرج بھی نہیں تھا ، اور عورت بھی اس کے پاس جانا چاہتی تھی ۔

تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمادی :{تم انہیں نکاح کرنے سے نہ روکو}۔ میں نے کہا : اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا کرتا ہوں ، راوی کہتے ہیں کہ معقل رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کی شادی اسی شخص سے کردی) صحیح بخاری ۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ عورت چاہے مہر مثل یا اس کے سے کم پر شادی کرنا چاہے ۔

اور اگر وہ کسی معین شخص سے شادی کرنا چاہتی ہو جو اس کا کفو بھی ہے اور ولی کسی اور سے شادی کرنا چاہتا ہو لیکن وہ بھی اس کا کفو ہو لیکن ولی اس کی مرضی کے شخص سے جس سے وہ شادی کرنا چاہتی ہے روکتا ہے وہ اس حالت میں بھی اس کے لیے عاضل شمار ہوگا یعنی اسے شادی کرنے سے منع کررہا ہے ۔

لیکن اگر عورت کسی ایسے شخص سے شادی کرنے کا مطالبہ کرتی ہے جو اس کا کفو نہیں تو ولی کو اس سے شادی کرنے سے منع کرنے کا حق حاصل ہے اس صورت میں وہ عاضل یعنی اسے شادی سے منع کرنے والا شمار نہیں ہوگا ۔ دیکھیں المغنی (383/9) ۔

شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ تعالی کا کہتے ہیں :

(لڑکی جب سن بلوغ کو پہنچ جائے اور اس کا دینی اور اخلاقی لحاظ سے مقبول اور کفو رشتہ آئے اور ولی بھی اس میں کسی قسم کی جرح وقدح نہ کرے جس کی وجہ سے وہ رشتہ اس لڑکی کے لیے قابل قبول نہ ہو اور جو وہ دعوی کررہا ہے وہ بھی ثابت ہوجائے ، تو لڑکی کے ولی کو وہ رشتہ قبول کرتے ہوئے لڑکی کی شادی اس سے کردینی چاہیے ۔

اگر وہ اس کی شادی اس لڑکے سے نہیں کرتا تو اسے ولی ہونے کے ناطے جو کچھ اس پر لڑکی کے بارہ میں واجب ہوتا ہے یاد دلایا جائے، اگر وہ اس کے باوجود شادی نہ کرنے پر مصر ہو تو اس کی ولایت ساقط ہوجائے گی اور لڑکی کا ولی قریبی عصبہ بن جائے گا) دیکھیں فتاوی الشیخ محمد ابراھیم رحمہ اللہ تعالی (97/10)۔

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

(جب عورت کے ولی کے پاس دینی اور اخلاقی لحاظ سے کفو رشتہ آئے اور وہ لڑکی کی شادی اس کے ساتھ کرنے سے انکار کردے تو اس کی ولایت سب سے قریبی عصبہ کی طرف منتقل ہوجائے گی، اگر وہ بھی شادی کرنے سے انکار کردیں جیسا کہ غالبا ہوتا ہے تو پھر ولایت شرعی حاکم کی طرف منتقل ہوجائے گی۔

اور شرعی حاکم لڑکی کی شادی کرے گا، اس پر بھی واجب ہے کہ جب اس کے پاس یہ مقدمہ پہنچے اور یا ثابت ہوجائے کہ لڑکی کے اولیاء نے لڑکی شادی کرنے سے انکار کردیا ہے تو پھر وہ خود لڑکی کی شادی کرے کیونکہ جب خاص ولایت نہ ہو تو اسے عام ولایت حاصل ہے)۔

فقہاء رحمہم اللہ تعالی نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اگر ولی کسی کفو رشتہ سے لڑکی کی شادی کرنے سے انکار کرتا اور ایسا کئی ایک بار کرے تو اس سے وہ فاسق ہوجائے گا اور اس کی ولایت ساقط ہوجائے گی، بلکہ امام احمد رحمہ اللہ تعالی کا مشہور مسلک تو یہ ہے کہ اس سے امامت کا حق بھی ساقط ہوجائے گا اور وہ نماز میں امام نہیں بن سکتا یہ معاملہ تو اور بھی خطرناک ہے۔

جیسا کہ ابھی ہم اوپر اشارہ بھی کرچکے ہیں کہ لڑکیوں کے کچھ اولیاء تو صحیح رشتہ کو بھی رد کردیتے ہیں جو کفو بھی ہوتے ہیں اور لڑکی حیاء کے پیش نظر قاضی کے پاس جاکر شادی کا مطالبہ نہیں کرتی، بلکہ فی الواقع ایسا ہوتا ہے، لیکن لڑکی کو چاہیے کہ وہ مصلحت اور فساد کے مابین مقارنہ اور موازنہ کرے کہ کس میں فساد زیادہ ہے یہ کہ وہ شادی کے بغیر بیٹھی رہے اور اس کا ولی اپنے مزاج اور خواہش پر عمل کرتے ہوئے اس کے بارہ میں جو چاہے فیصلہ کرتا پھرے، اور اس کی شادی کرنے کی عمر ہی ڈھل جائے اور شادی کی طلب نہ رہے۔

یا کہ اسے قاضی کے پاس جاکر اسے اپنی شادی کا مطالبہ کرنا چاہیے کیونکہ یہ تو لڑکی کا ایک شرعی حق بھی ہے۔

بلاشک دوسرا عمل یعنی قاضی کے پاس جانا زیادہ اولی اور افضل ہے کہ وہ وہاں جاکر شادی کا مطالبہ کرے جو کہ اس کا حق بھی ہے، اور پھر اس لیے بھی کہ اس کا قاضی کے پاس جانا اور شادی کے مطالبہ پر قاضی کا اس کی شادی کرنے میں اس کے علاوہ دوسری کی بھی مصلحت ہے، کیونکہ جس طرح یہ قاضی کے پاس آئی ہے وہ بھی قاضی کے پاس آئے گی۔

اور پھر قاضی کے پاس جانے میں ان ظالموں کے ظلم کو بھی روکنا ہے جنہیں اللہ تعالی نے ان لڑکیوں کا ولی بنایا اور وہ ان کے لیے صحیح اور کفو رشتہ آنے کے باوجود ان کی شادی نہ کرکے ظلم کررہیں ہیں۔

یعنی ایسا کرنے میں تین طرح کی مصلحتیں پائی جاتی ہیں :

عورت کے لیے اپنی مصلحت کہ وہ شادی کے بغیر نہیں رہے گی۔

دوسری لڑکیوں کی بھی اس میں مصلحت ہے کہ وہ اس انتظار میں ہے کہ کون یہ دروازہ کھولے اور وہ بھی اس کی پیروی کریں۔

لڑکیوں کے اولیاء کو ظلم سے باز رکھنا جو اپنی ولایت میں موجود لڑکیوں پر اپنے مزاج کے مطابق فیصلے کے ان کی شادی نہ کرکے ان پر ظلم کرتے ہیں، اور جو چاہیں ان کے بارہ میں فیصلہ کرتے ہیں۔

اور اس میں ایک یہ بھی مصلحت ہے کہ ایسا کرنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل بھی ہوتا ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(جب تمہارے پاس ایسا رشتہ آئے جس کے دین اوراخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے (اپنی لڑکی کی) شادی کردو اگر ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں وسیع وعریض فساد بپا ہوجائے گا)۔

اوراسی طرح ایسا کرنے میں ایک خاص مصلحت یہ بھی ہے کہ جولڑکے اخلاق اوردینی طور پر لڑکیوں کے کفو میں شمار ہوتے ہیں وہ رشتہ لینے آئے ہیں ان کی خواہش اور مقصد کی بھی تکمیل ہے کہ اپنی خواہش کو جائز طریقے سے عورتوں کے ساتھ پوری کرسکتے ہیں ۔ انتھی ۔

دیکھیں فتاوی السلامیۃ (148/3)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کا یہ بھی کہنا ہے کہ :

لیکن کاش ہم اس حد تک نہ پہنچیں کہ جس میں لڑکی اس بات کی جرات کرے کہ جب اس کا والد اسے ایسے شخص سے شادی نہ کرنے دے جو دینی اوراخلاق لحاظ سے اس کا کفو ہو تو وہ لڑکی قاضی سے جا کر شکایت کرے ، اورقاضی اس کے والد سے کہے کہ اس کی شادی اس شخص سے کردو وگرنہ میں کرتا ہوں یا پھر تیرے علاوہ کوئی ولی کردے گا ۔

اس لیے کہ لڑکی کو حق حاصل ہے کہ جب اس کا والد اسے شادی نہ کرنے دے (تو وہ قاضی سے شکایت کردے) اوریہ اس کا شرعی حق ہے کاش ہم اس حد تک نہ پہنچیں ، لیکن اکثر لڑکیاں شرم وحیاء کی وجہ سے ایسا نہیں کرتیں ۔ آپ اس کی مزید تفصیل کے لیے سوال نمبر (10196) کا بھی مطالعہ کریں ۔

لڑکی کی شادی کرنے کا سب زیادہ حقدار اس کا والد ہے ، پھر اس کے بعد دادا چاہے وہ اوپر کی نسل میں ہی ہو، پھر اس کے بعد عورت کا بیٹا ، پوتا اگرچہ اس سے نیچے کی نسل میں ہی ہو، پھر لڑکی کا سگا بھائی پھر عورت کا صرف والد کی طرف سے بھائی پھر ان کی اولاد چاہے وہ کتنے ہی نیچے درجہ کے ہی ہوں ، پھر چچے ، پھر ان کی اولاد چاہے نیچی نسل ہی ہو پھر باب کی طرف والد کی طرف سے چچا پھر حکمران ۔ دیکھیں المغنی (355/9)۔

ہمیں یہ تو علم نہیں کہ شرعی عدالت اس کام کے لیے زیادہ وقت لیتی ہے یا کم ، یہ ممکن ہے کہ قاضی کو اس بات کی تنبیہ کردی جائے یہ احتمال ہے کہ اس کا والد دوبارہ عدالت میں آنے سے روک دے ۔

ہم اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ آپ کی مشکلات دور کرے اورآپ کے معاملے کو آسان فرمائے ۔

واللہ اعلم.